تہذیب وثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔اوراس کے ذریعے نئی نسلوں کو خلافت ارضی کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے قابل بنایا جاتا ہے۔اسلامی نظام تعلیم ہی اسلامی نظریہ حیات کی تبلیغ واشاعت اور ترسیل وحفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔

ذرائع علم SOURCES OF KNOWLEDGE

ذرائع علم سے مراد وہ وسائل اور طریقے ہیں جو علم کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ذرائع علم کے بغیر علم کی منتقلی اور حفاظت کا عمل وقوع پذیر نہیں ہوسکتا۔اسلامی تصورِ علم کی رو سے اللہ تعالیٰ کی ذات علم حقیقی کا منبع اور سرچشمہ ہے۔حقیقی علم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔اسلامی تصور تعلیم کے مطابق علم کے حصول کے ذرائع درج ذیل ہیں:

ا۔ حسی علم: Sensory Knowledge

اس علم کو تجربی یا تجرباتی علم بھی کہا جاتا ہے۔حسی علم حواس خمسہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔حواس خمسہ سے مراد وہ پانچ انسانی قوتیں ہیں جو انسانی تجرباتی اور مشاہدات کے لیے بنیاد کا کام دیتی ہیں۔وہ حسی قوتیں درج ذیل ہیں:

ا۔ قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) ۲۔ قوت سامعہ (سننے کی قوت)

۳۔ قوت لامسہ (چھونے کی قوت) ۴۔قوت شامہ (سونگھنے کی قوت)

۵۔ قوت ذائقہ (چکھنے کی قوت)

موجودہ دور میں اس علم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔یہ وہ علم ہے جس کے حصول کے لیے حواس کی بنیاد پر کائنات کی اشیاء پر تجربات کیے جاتے ہیں۔چونکہ اس کی بنیاد حواس اور تجربات پر ہے،اس لیے اس کی تصدیق ایک عام آدمی بھی کرسکتا ہے۔موجودہ سائنسی علوم کی بنیاد حسیات اور تجربات ومشاہدات پر ہی ہے۔

اسلام نے بھی تجربہ اور مشاہدہ پر کافی زور دیا ہے۔حواس انسانی عطیہ الٰہی ہیں۔اوران کا صحیح استعمال مذہبی فریضہ ہے۔ارشادِ ربانی ہے: ترجمہ "تو کیا آپ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟" [سورة الغاشية]

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ساری ترقی حسی علوم کی بدولت ہی ہورہی ہے۔یہ ایک مفید اور کارآمد ذریعہ علم ہے۔طبعیات ،کیمیا،حیاتیات اور دیگر تجرباتی علوم' حسی علم کی مثالیں ہیں۔ (جاری ہے)

نظام معاشرت قسط:۳

انسانیت اور اس کے تقاضے

محمد شریف بلغاری

آزادی فکر: جمہوریت کے علمبرداروں کی طرف سے اسلام کے خلاف چلائے جانے والے نشتروں میں سے ایک "ہر انسان کو آزادی فکر اور آزادی اظہار کا حق دینا" ہے۔ اس فکری جنگ کے ذریعے اہل مغرب اصل میں اسلام کی جڑوں پر آری چلا رہے ہیں، اسلام جو انسان کو شرف دیتا ہے، پھر شرفِ انسانی کی حفاظت کے لیے جو ضابطے اور اخلاق حمیدہ کی پاسداری کے لیے جو آداب اور انسان کے ہر عضو کی حفاظت کے لیے جو تعلیم دیتا ہے، یہ نعرہ اس الٰہی ضابطے سے لوگوں کو برگشتہ کر دیتا ہے۔ اسلام انسان کو ہر ایک عضو کی طرف سے کار خیر کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اور ہر عضو کی حفاظت کی بھی تاکید فرماتا ہے:" **قال رسول الله ﷺ: كل سلامٰى مِن الناس عليه صدقةٌ كلَّ يوم تطلعُ فيـه الشمسُ، تعدلُ بينَ اثنينِ صدقةٌ، وتعينُ الرجلَ فى دابتِه فتحملهُ عليها أو ترفعُ له عليها متاعَه صدقةٌ، والكلمةُ الطيبةُ صدقةٌ وكلُّ خطوةٍ تمشيها إلَى الصلاةِ صدقةٌ، وتميطُ الأذٰى عن الطريقِ صدقةٌ** "[متفق عليه] "نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر چڑھتے سورج والے دن انسان کے ہر جوڑ سے صدقہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ دو افراد میں انصاف کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کو سواری پر بٹھانا یا اس پر سامان رکھنے میں مدد دینا صدقہ ہے۔ اور کسی سے اچھی بات کرنا صدقہ ہے، نماز کے لیے چلنے والا ہر قدم صدقہ ہے، اور راستوں سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔"

جمہوریت میں تو ہر کسی کو آزادی ہوتی ہے کہ جو کرنا چاہے کرلے، نہ کوئی پکڑ اور نہ مؤاخذہ۔ اگر کوئی مروت والا شخص کسی کی غلطی پر ٹوکے، کسی کے اخلاق سوز بیان کی مذمت کرے، کسی کی غلط حرکت اور کرتوت پر اعتراض اور کسی کے خلافِ فطرت کام پر تنقید کرے تو آزادی اظہار وفکر کے علمبرداروں کی طرف سے بیان داغے جاتے ہیں کہ ہر کسی کو اظہار رائے وفکر کی آزادی ہے؛ لہٰذا اس پر قدغن نہیں لگانا چاہیے۔

اگر ہم قرآن کریم کو گہری نظر سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کلام الٰہی لوگوں کو تدبر، تفکر کی جانب ترغیب دیتا ہے، تفقہ وتعمق کی دعوت دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا: ﴿كتابٌ أنزلناهُ إليك مباركٌ ليدّبّرُوٓا ايٰته

ولیتذکرَ أولوا الألبابِ﴾[صٓ ۲۹] ''یہ بہت بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

اس محکم آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم مجسمہ خیر و برکت ہے۔ جہاں قرآن پاک سے انسان کو روحانی برکتیں، سکون، راحت اور اطمینان و مسرت حاصل ہوتی ہے، وہیں ظاہری طور پر علم و عرفان کے دروازے کھلتے ہیں۔ اور یہ ایسی بابرکت کتاب ہے کہ کوئی بھی ذی عقل انسان طمع و حرص سے پاک ہو کر عیاشی اور آسائش دنیا کو چھوڑ کر اور تعصب کی عینک اتار کر تدبر کرے تو اس کے سامنے ہدایات کی ایسی روشنی پھوٹتی ہے، اور فیوض و برکات کا ایسا سورج طلوع ہوتا ہے کہ اس کی ہدایات کی کرنوں سے مستفید ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو قرآن میں غور و خوض کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿أفلم یدّبّروا القولَ أم جآء هم ما لم یاتِ اٰبآءَ هم الأولینَ ۞﴾[المومنون ٦٨] ''کیا انہوں نے اس بات (قرآن) میں غور و فکر ہی نہیں کیا؟ یا ان کے پاس وہ چیز آئی ہے جو ان کے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی؟''

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے ایک ایک نکتے پر گہری نظر کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ اور سوالیہ انداز میں انسانوں کے عقل کو جھنجوڑ رہے ہیں۔ عقل، انسان پر اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ اور اگر بصیرت نہ ہوتی تو انسان عام حیوانوں جیسا ہی ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کبریٰ کا تقاضا ہے کہ کلام الٰہی پر غور و فکر کرتے ہوئے رب کریم کے فرامین کی پیروی کرنے والے بن جائیں۔ اللہ نے قرآن پر تدبر نہ کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿أفلا یتدبَّرونَ القراٰنَ أم علٰی قلوبٍ أقفالُها ۞﴾[محمد ٢٤] ''کیا یہ لوگ قرآن کریم میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔''

یوں تو انسان اس فانی دنیا میں عارضی آرام و راحت، عزت و حشمت کے لیے بہت کچھ تگ و دو، محنت مزدوری کرتے ہوئے مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ دنیاوی منفعت سمیٹنے کے لیے بہت کچھ عقل دوڑاتے ہیں اور نت نئے تجربات کرتے ہیں؛ لیکن ابدی آرام و سکون اور اخروی کامیابی کے لیے عقل استعمال نہیں کرتے۔ آیت مذکورہ میں ان ہی لوگوں سے متعلق ابدی زندگی کی فلاح کے لیے غور و فکر نہ کرنے والے دلوں کو اس حسی چیز سے تعبیر کیا کہ کسی کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے تالہ لگا دیتے ہیں، ویسے ہی قرآنی ہدایات داخل نہ ہونے والے دل ایسے ہیں، جیسے ان پر تالے پڑے ہوئے ہوں۔ اور یہ تالہ کفر و عناد، تکبر و سرکشی، شرک و بدعات ہی ہو سکتا ہے۔ جن کی وجہ سے ہدایت کی روشنی سے یہ دل

محروم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کے منکر، حشر ونشر کی ہولناکیوں سے نابلد انسانوں کو دعوت فکر دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ﴿أولم یتفکروا فیۤ أنفسهم ما خلقَ الله السمٰوٰتِ والأرضَ وما بینهمآ إلا بالحقِّ وأجلٍ مسمیً وإن کثیراً من الناسِ بلقآءِ ربّهم لکٰفرونَ ۞﴾[الروم ۸] ''کیا انہوں نے اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی ہر چیز کو حق اور مقررہ وقت کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے اور بیشک بہت سے لوگ تو اپنے رب سے ملنے کے ہی منکر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جن اعضاء اور جس ترکیب سے تخلیق فرمائی ہے۔ آج تک کوئی سائنسدان اس جیسی نہ بنا سکا، بنانا تو دور کی بات اگر انسان کے جسم کا کوئی پرزہ خراب، کوئی رگ بند اور کوئی عضو شل ہو جائے تو اسے مستقل طور پر ٹھیک ہی نہیں کر سکا، اور نہ کسی کی قدرت میں ہے کہ اس انسانی جان میں دوڑتی روح کو پکڑ سکے، یا نکلنے والی روح کو روک سکے۔ اسی انسانی جسم میں موجود دل' جس پر تمام اعضاءِ انسانی کا انحصار ہے۔ اسی کی درستی میں دنیا وآخرت کی کامیابی اور ناکامی پنہاں ہے۔ اسی پر ہی غور وفکر کریں اور اسی کے ذریعے سے آسمان وزمین کی عظیم تخلیق پر دلِ بینا سے غور وخوض کریں تو انسان رب قادر کی وحدانیت کے معترف ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دعوت فکر دی ہے کہ رب کریم کی اس عظیم تخلیق پر غور وفکر کرتے ہوئے ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ اور اللہ کریم سے ملاقات کے متلاشی بنیں۔ اور آخرت کی فکر کرتے ہوئے قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزاریں۔

اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں پر غور وفکر نہ کرنے والے، قرآنی تعلیمات سے پہلوتہی کرنے والے، وعظ ونصیحت سے روگردانی کرنے والے اور عارضی منفعت کے پیچھے دنیاوی مال سمیٹنے کے لیے لپکنے والے چاہے دنیاوی طور پر جتنی ترقی کر جائیں، مال اور طاقت واقتدار پر براجمان ہو جائیں، لیکن اخروی طور پر کورے کورے ہی رہیں گے۔ اللہ کی آیتوں سے ناآشنا رہیں تو ایسے انسان اللہ کی نظر میں ہانپنے والے کتے سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولو شئنا لرفعنٰه بها ولکنّهٗ أخلدَ إلی الأرضِ واتبعَ هوٰه فمثلُه کمثلِ الکلبِ إن تحملْ علیه یلهثْ أو تترکْه یلهث ذٰلک مثلُ القومِ الذین کذّبوا باٰیٰتِنا فاقصصِ القصصَ لعلهم یتفکرونَ ۞ سآءَ مثلاً القومُ الذین کذبوا باٰیٰتِنا وأنفسَهم کانوا یظلمونَ ۞﴾[الأعراف ۱۷۶-۱۷۷] ''اور اگر ہم چاہتے تو اسے (انسان کو) ان (آیتوں) کے ذریعے بلند کر دیتے، مگر وہ زمین کی طرف چمٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، تو اس کی مثال کتے کی طرح ہے، اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کے ہانپتا ہے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپتا